رسول رحمت ﷺ تلواروں کے سائے میں/محمد ادریس، حافظ/ مکتبہ احیائے دین، لاہور۔ ۱۹۹۱ء/ ج ۱، ۳۴۴ص، ج ۲، ۳۸۹ص

رسول رحمت ﷺ / ریاض احمد، سید/ انسٹی ٹیوٹ آف سیرت اسٹڈیز، لاہور۔ ۱۹۸۵ء/ ۲۴۳ص

رسول رحمت ﷺ /محمد ارشد علی/ ادارہ تحقیق وتخلیق، لاہور، ۲۰۰۰ء/ ۲۷۲ص

رسول رحمت ﷺ / آزاد، ابوالکلام/ لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۹۷۰ء/ ۷۹۹ص

رسول رحمت ﷺ / ڈاکٹر سلام الدین نیاز/ کلاسک، لاہور، س۔ن/ ۶۹۴ص

رسول رحمت ﷺ / مولانا سید نواب علی/ جونا گڑھ، س۔ن/ ۲۴ص

سحاب رحمت ﷺ / امیر حسین صدیقی/ جمعیت الفلاح، کراچی، ۱۹۶۷ء/ ۱۴۰ص

سراپا رحمت ﷺ / مہر، امیر الدین، مولانا / غزالی اکیڈمی، مکان نمبر اے، ۳۔ بلاک اے، سٹیلائٹ ٹاؤن۔ میر پور خاص۔ ۲۰۰۸ء/ ۱۴۰ص

سیرت اقدس رحمت للعالمین ﷺ / علامہ ظہیر الدین تاج/ صدیقی ٹرسٹ، لسبیلہ کراچی، س۔ن/ ۲۰ص

سیرت اقدس رحمت للعالمین ﷺ /ظہیر احمد۔ ۱۹۷۰ء/ ۱۶ص

سیرت رحمت عالم ﷺ / ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری/ مترجم: خدا بخش کلیار/ نشریات لاہور وفضلی سنز کراچی۔ ۲۰۰۷ء/ ۸۵۶ص

سیرت رحمۃ للعالمین ﷺ /محمد نعیم اللہ خان/ شبیر برادرز، لاہور۔ ۲۰۰۴ء/ ۱۱۲۹ص

سیرت وشمائل رحمت للعالمین ﷺ /منیر احمد/ فرینڈز سنز، لاہور، س۔ن/ ۱۴۰ص

شان رحمت للعالمین ﷺ / قاری احمد/ مولوی عظمت اللہ دہلوی، س۔ن/ ن۔م

شانِ رحمت عالم ﷺ /عبدالرزاق جانگڑا/ منور پبلشر، کراچی۔ ۱۴۰۵ھ/ ۲۲۰ص

شان مصطفیٰ (پیکر رحمت اور پیکر نور)/ سید شیر محمد ترمذی/ مکتبہ فریدیہ، لاہور،/ ۱۱۷ص

شرح خطبۂ رحمت للعالمین ﷺ / مولانا محمد صادق سیالکوٹی/ نعمانی کتب خانہ، لاہور، ۱۹۸۰ء/ ۴۰۴ص

ظہور رحمۃ اللعالمین ﷺ /عبدالحی، ابوسلیم محمد/ پھلواری مطبع مجیبی، س۔ن/ ن۔م

فتح مکہ، پیغمبر رحمت ﷺ کی رواداری اور عفو ودرگزر کا تاریخ ساز واقعہ/ ڈاکٹر حافظ محمد ثانی/ صدیقی ٹرسٹ، لسبیلہ کراچی، س۔ن/ ۲۰ص

فضائل رحمت للعالمین ﷺ /محمد اقبال کیلانی/ حدیث پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۹ء/ ۳۰۴ص

محسن کائنات رحمت عالم ﷺ کی سیرت مبارکہ کے چند پہلو/ حافظ نذر احمد/ مسلم اکادمی لاہور، ۱۹۸۴ء/ ۸۸ص

مختصر رحمۃ للعالمین ﷺ / مؤلف: قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوریؒ/ مرتب: پروفیسر مولانا محمد رفیق چودھری/ مکتبہ قرآنیات، لاہور، س۔ن/ ۳۸۳ص

لدرحمت الرحیم/ مولوی عبدالرحیم/ ملک بشیر احمد، لاہور/ ۸۰ص

نبی الرحمۃ ﷺ کے معمولات یومیہ/ ڈاکٹر عبدالحئیؒ/صدیقی ٹرسٹ ،لسبیلہ کراچی ،س۔ن/۱۲اص

نبی رحمت ﷺ کی اطاعت ہی راہ نجات ہے/ ماہر القادریؒ/صدیقی ٹرسٹ ،لسبیلہ کراچی ،س۔ن/۲۰ص

نبی رحمت ﷺ کا پیام رحمت/ مولانا عبداللہ طارق/ ایم اے آر سی۔ بی۔ ۲۶۔ ذاکر باغ ، اوکھلا ، نئی دہلی ،س۔ن/۱۴۰ص

نبی رحمت ﷺ / حاجی فتح محمد/ مکتبہ جمال کرم ،لاہور ، ۲۰۰۷ء/۲۲۴ص

نبی رحمت ﷺ /محمد حسین/ وزیرآباد ،س۔ن/۱۶۰ص

نبی رحمت ﷺ / ندوی ، سید ابوالحسن علی/ مترجم : مولوی سید محمد الحسن کراچی ، مجلس نشریات ، ۱۹۷۸ء/ ج۱، ۳۲۴ص۔ ج۲، ۲۶۴ص

نبیؐ رحمت ﷺ / مولانا ابوالحسن علی ندویؒ/ مجلس تحقیقات ونشریات اسلام ، لکھنؤ۔ ۱۹۷۶ء/۶۹۴ص

نبی رحمت ﷺ / محمد ادریس فاروقی /مسلم پبلی کیشنز ، کوئٹہ ، ۱۹۸۰ء/ ۴۸ص

نبی رحمت ﷺ / محمد ادریس فاروقی /مسلم پبلی کیشنز ، گوجرانوالہ ،س۔ن/ ۴۸ص

نکاح خوان رحمت للعالمین ﷺ حضرت ابوطالب/ کرنل محمد انور/ محمد آصف ، لاہور ، ۱۴۲۰ھ/ ۱۲۸ص

واقعات رسول رحمت ﷺ / سید اوصاف علی/ مکتبہ ندوہ ، کراچی ، ۲۰۰۵ء/ ۱۷۵ص

ولادت باسعادت رحمت للعالمین سید المرلین ﷺ / مولانا حسین احمد ، مکتبہ مدنیہ ، کراچی ،س۔ن/ ۱۳۱ص


سیرت ، علوم سیرت اور کتب سیرت کے تعارف پر مشتمل مجلّہ

# جہانِ سیرت

مدیر

حافظ محمد عارف گھانچی

فی شمارہ ۶۰ روپے

نمونے کا شمارہ خط لکھ کر مفت طلب کریں

کتب خانہ سیرت: کھتری مسجد ، لی مارکیٹ ، صدر ٹاؤن ۔ کراچی ۔ فون: ۰۳۲۱۔۲۸۳۴۲۴۹

# نقد ونظر

پروفیسر ظفر احمد

ششماہی مجلہ، السیرۃ عالمی کے شمارہ نمبر ۲۱ (ربیع الاول ۱۴۳۰ ہجری/ مارچ ۲۰۰۹ء) میں محترم ڈاکٹر نثار احمد صاحب کا ایک مقالہ بہ عنوان ''توسیع دعوتِ نبوی اور عداوت قریش کا ارتقا'' شائع ہوا ہے۔ اس میں فاضل مقالہ نگار نے کتاب تقویم عہد نبوی مصنف علی محمد خاں صاحب مرحوم کے حوالے سے دور نبوی کے بعض غزوات وسرایا کا توقیتی تقابل عیسوی تقدیم سے کیا ہے۔ اس تقابل میں خاصی اغلاط پائی گئی ہیں۔ اسی مجلے میں سیرت نبوی کے توقیتی مطالعے پر گزشتہ کئی سالوں سے راقم الحروف کے قسط وار مضامین کا سلسلہ چل رہا ہے۔ اسی پس منظر میں زیرنظر توقیتی اغلاط پر یہ تبصرہ پیش کیا جا رہا ہے۔

مشہور مسلم ریاضی دان ابوریحان البیرونیؒ کے بہ قول رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت مدینہ سے دوسو سال پہلے سے قریش مکہ اور دیگر قبائل عرب نے اپنی خالص قمری تقویم کو یہودیوں کی قمریہ شمسی تقویم کے مطابق قمریہ شمسی تقویم میں ڈھال لیا تھا، تاکہ حج کے مہینے موسم گرما میں متعین رہیں اور عکاظ، ذوالمجاز وغیرہ کے تجارتی میلوں میں ان کے تجارتی مفادات خلل پذیر نہ ہوں۔ اس قمریہ شمسی تقویم کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر ہمیشہ کے لئے منسوخ فرماتے ہوئے خالص قمری تقویم کو پوری طرح بہ حال فرمایا۔ (۱) یہودیوں کی قمریہ شمسی تقویم کا پہلا مہینہ تشری عربوں کی قمریہ شمسی تقویم کے پہلے مہینے محرم کے مقابل ہوا کرتا تھا (۲)۔ قمریہ شمسی تقویم میں مہینے اور تواریخ قمری ہی ہوتے ہیں، لیکن بعض مخصوص سالوں کے بارہ کی بہ جائے تیرہ مہینے کردیئے جاتے ہیں، تاکہ یہ قمری مہینے موسموں کے مطابق رہیں۔ اس تیرہویں مہینے کو نسی یا کبیر کا مہینہ کہا جاتا تھا۔ عربوں کی اس قمریہ شمسی تقویم میں التباس پیدا ہوا۔ ان دنوں بہ قول البیرونی یہودیوں کی یکم تشری سن سکندری کی ۲۷ آب اور ۲۴ ایلول کے درمیان واقع ہوا کرتی تھی۔ البیرونی نے سن سکندری کے بارہ مہینوں کے جو نام دیئے ہیں ان میں آب گیارہوں اور ایلول بارہواں مہینہ ہے۔ (۳) سن سکندری کا پہلا مہینہ تشرین اول ہمیشہ عیسوی مہینہ اکتوبر کے مقابل ہوا کرتا تھا۔ (۴) پس سکندری سال کے آب اور ایلول کے مہینے بالترتیب اگست اور ستمبر کے مقابل ہوا

کرتے تھے۔ یعنی عبرانی تشری اور عربوں کے قمریہ شمسی محرم کی پہلی تاریخ ۲۷ اگست سے ۲۴ ستمبر کی تاریخ کے درمیان واقع ہوا کرتی تھی۔ یہودیوں کی قمریہ شمسی تقویم کے متعلق انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا جیسی حوالے کی کتب سے معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں۔ اس تقویم میں ۲۲۸ قمری مہینوں یعنی ۱۹ قمری سالوں میں تیسرے، چھٹے، آٹھویں، گیارہویں، چودھویں، سترہویں اور انیسویں سال کو بارہ قمری مہینوں کی بہ جائے تیرہ قمری مہینوں کا شمار کیا جاتا ہے، یعنی ۱۹ سالوں میں قمری مہینوں کی تعداد (۲۲۸ + ۷) ۲۳۵ قمری مہینے ہوتی ہے۔

عربوں کے دور جاہلیت اور پھر دور نبوی ﷺ میں اس قمریہ شمسی تقویم کے ساتھ ساتھ بعض عرب قبائل خالص قمری تقویم کو بھی شمار میں لاتے تھے۔ مدینہ منورہ (یثرت) کے لوگوں کی تقویم خالص قمری تھی، لہٰذا اسے مدنی کلینڈر کہا جاسکتا ہے۔ قریش مکہ اور دیگر قبائل عرب کی قمریہ شمسی تقویم کو اس دور کا مکی کیلنڈر قرار دیا جاسکتا ہے (۵) اہل سیر و مغازی نے بعض غزوات وسرایا کی توقیت قمری شمسی تقویم اور بعض کی خالص قمری تقویم میں اور متعدد واقعات وحوادث کی دونوں تقاویم میں کردی ہے۔ مذکورہ تفصیل سے یہ معلوم ہوا کہ عربوں کی قمری شمسی تقویم کا اہم مقصد یہ تھا کہ قمری مہینے، شمسی سال کے شمسی مہینوں کے موسموں کے مطابق رہیں، کیوں کہ مخصوص سالوں میں نسی کا تیرہواں مہینہ ڈالنے سے قمریہ شمسی سال کی مدت شمسی سال کی مدت سے انتہائی قریب ہوجاتی ہے۔ اس سے کے باوجود قمریہ شمسی اور شمسی تقاویم کی ماہیت ایک دوسرے سے یک سر مختلف ہے۔ قمریہ شمسی تقویم میں مہینے اور تواریخ قمری ہوتے ہیں۔ صرف بعض سالوں میں سال کے بارہ کی بہ جائے تیرہ ماہ کئے جاتے ہیں، جب کہ شمسی سال ہمیشہ بارہ ماہ کا ہوتا ہے اور اس کی بنیاد سورج کے گرد زمین کی گردش پر رکھی جاتی ہے۔ اگر چہ بعض حضرات قمریہ شمسی تقویم پر شمسی کا اطلاق کرتے ہیں، لیکن یہ اصولاً درست نہیں، بل کہ مغالطہ انگیز ہے، مثلاً غزوہ بدر اور غزوہ فتح مکہ کے مہینے اہل سیر کی تصریح کے مطابق بالترتیب رمضان ۲ ہجری اور رمضان ۸ ہجری کے ہیں، یہ رمضان اگرچہ قمریہ شمسی تقویم تھا، لیکن یہ ہر حال قمریہ مہینہ ہی تھا۔ ان غزوات میں ابتدا میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ نے روزہ رکھا ہوا تھا، لیکن شدید گرمی اور پھر حالت جنگ میں ہونے کی وجہ سے روزہ افطار کیا گیا (۶) شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اور شرائع سابقہ میں بھی احکام شرعیہ کا مدار ہمیشہ قمری مہینوں پر رکھا گیا ہے۔ شرعی احکام کے لئے کبھی بھی شمسی تقویم کو ملحوظ نہیں رکھا گیا۔ قمریہ شمسی تقویم میں چوں کہ بعض سالوں میں بارہ قمری مہینوں کی بہ جائے تیرہ قمری مہینے منسوب کئے جاتے ہیں اور تیرہواں مہینہ عربی میں نسی، کبیسہ کا اور ہندی میں ''لوند'' کا مہینہ کہلاتا ہے، اس لئے دور جاہلیت سے چلی آرہی نسی کی اس

رسم سے قمری مہینوں کی اصل ترتیب بدل جاتی تھی اور کوئی بتیس سالوں کے بعد جا کر قمریہ شمسی اور خالص قمری تقویم کے مہینے یک جا ہوا کرتے تھے۔ اسی وجہ سے قرآن کریم کی سورہ توبہ میں نسی کی مذمت کی گئی ہے، لیکن حجۃ الوداع سے پہلے تک اس وقت کے معاشرتی حالات کی بنا پر اور دین کی تبلیغ و ترویج کے لئے قمریہ شمسی تقویم کے اشہر حرم ذی قعدہ، ذی الحجہ، محرم اور رجب کے محفوظ و مامون مہینے ہونے کی وجہ سے خود مسلمان بھی اسی قمریہ شمسی تقویم پر عمل پیرا رہنے پر مجبور تھے۔ حجۃ الوداع سے پہلے تمام جزیرۃ العرب میں اسلام کی اشاعت اور کفر کی مغلوبیت و ہزیمت سے حالات تبدیل ہوئے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں مسلمان کے لئے قمریہ شمسی تقویم کو ہمیشہ کے لئے منسوخ فرما کر خالص قمری تقویم کو بہ حال رکھا۔ یہودیوں کی موجودہ تقویم بھی قمریہ شمسی تقویم ہے اور اس کا بنیادی ڈھانچہ چند معمولی تبدیلیوں کے ساتھ وہی ہے جو دور رسالت کی یہودی تقویم کا تھا اور جسے عربوں نے اپنے معاشی مفادات کی خاطر اپنا رکھا تھا۔ ذی الحجہ میں عربوں کا حج اور رجب میں ان کا عمرہ اسی قمریہ شمسی تقویم کے مطابق ہوا کرتا تھا۔ دور حاضر میں تبت کے لاماؤں اور چین کی پرانی تقویم بھی قمریہ شمسی ہے جس کا پہلا مہینہ عیسوی تقویم کے جنوری کی تواریخ میں ہوتا ہے۔ ہندوؤں کی ایک تقویم بھی قمریہ شمسی ہے، جس میں سال کا آغاز موسم بہار سے کیا جاتا ہے۔ لیکن یہودیوں کی قمریہ شمسی تقویم میں سال کا آغاز موسم خزاں سے ہوتا ہے، اور عربوں کی قمریہ شمسی تقویم بھی اسی کے مطابق تھی۔

البیرونیؒ کے حوالے سے اوپر مذکور ہو چکا ہے کہ عربوں کی قمریہ شمسی تقویم کے پہلے مہینے محرم قمریہ شمسی کا بڑا حصہ عیسوی مہینے ستمبر کے مقابل ہوا کرتا تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مدنی دور صرف دس سال کا ہے۔ ان سالوں میں قمریہ شمسی تقویم کے مہینوں کا خالص قمری تقویم کے مہینوں اور عیسوی تقویم کے مہینوں سے تقابل کا نہایت آسان طریقہ یہ ہے کہ متعلقہ ہجری سال کے مقابل عیسوی سال کو لیا جائے اور اس عیسوی سال کے ستمبر کے مہینے میں خالص قمری تقویم کے جس مہینے کا آغاز ہو اسی کے مقابل قمریہ شمسی تقویم کے محرم کو رکھا جائے، مثلاً غزوہ فتح مکہ کا سال ۸ ہجری ہے۔ مولانا عبدالقدوس ہاشمی کی تقویم پر کتاب "تقویم تاریخی" ہی کو لیجئے۔ اس میں سال ۸ ہجری قمری کے مقابل عیسوی سال ۶۲۹۔۶۳۰ء ہے۔ ۲۶ ستمبر ۲۹ء کو خالص قمری تقویم کی تاریخ یکم جمادی الاولی ہجری قمری تھی، پس اس کے مقابل قمریہ شمسی ہجری تقویم کی تاریخ یکم محرم ۸ ہجری قمریہ شمسی تھی۔ فتح مکہ کا رمضان ۸ ہجری قمریہ شمسی تھا۔ رمضان سال کا نواں مہینہ ہوتا ہے۔ ستمبر سے شمار کرنے پر نواں عیسوی مہینہ بھی برآمد ہوگا۔ یوں ۲۰ مئی ۳۰ عیسوی کے مقابل جو قمری مہینہ یکم صفر ۹ ہجری قمری ہے تو قمریہ شمسی ہجری تقویم کا مہینہ یکم رمضان ۸ ہجری قمریہ شمسی ہوا۔ ۲۰ مئی ۶۳۰

عیسوی / یکم صفر ۹ ہجری قمری۔ یکم رمضان ہجری قمریہ شمسی کو اتوار کا دن تھا پس فتح مکہ کی تاریخ ۲۰ رمضان ۸ ہجری قمریہ شمسی / ۲۰ صفر ہجری قمری بہ مطابق ۸ جون ۶۳۰ عیسوی جولین بہ روز جمعۃ المبارک ہے۔ ڈاکٹر نثار احمد نے اپنے مقالے کے حصۂ حواشی کے حاشیہ نمبر ۱ میں بہ حوالہ تقویم عہد نبوی عیسوی تاریخ ۱۸ جون ۶۲۹ عیسوی اور دن اتوار لکھا ہے۔ اس کا غلط ہونا واضح ہے۔

غزوۂ بدر کی تاریخ اہل سیر و مغازی کے نزدیک ۱۷ رمضان ۲ ہجری ہے دن جمعۃ المبارک تھا۔ سال ۲ ہجری قمری کے مقابل عیسوی سال ۶۲۳ ۔ ۶۲۴ ء تھا۔ ۲ ستمبر ۶۲۳ عیسوی جولین کو خالص قمری تقویم کی تاریخ یکم ربیع الاول ۲ ہجری قمری تھی، پس اس کے مقابل قمریہ شمسی تقویم کی تاریخ یکم محرم ۲ ہجری قمریہ شمسی ہوئی۔ رمضان سال کا نواں مہینہ ہے۔ ستمبر سے شمار کرنے پر نواں مہینہ مئی ہوا۔ یوں ۲۵ اپریل ۶۲۴ عیسوی کو خالص قمری تقویم کی تاریخ یکم ذی قعدہ ۲ ہجری قمری کے مقابل قمریہ شمسی تاریخ یکم رمضان ۲ ہجری قمریہ شمسی تھی اور دن بدھ تھا پس ۱۷ رمضان ۲ ہجری قمریہ شمسی کو ٹھیک جمعہ کا دن ہوا، جیسا کہ اہل سیر نے لکھا ہے پس غزوہ بدر ۱۷ رمضان ۲ ہجری قمریہ شمسی / ۱۷ ذی قعدہ ۲ ہجری قمری بمطابق ۱۱ مئی ۶۲۴ عیسوی جیولین بروز جمعۃ المبارک کا واقعہ ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنے مقالے کے حاشیہ نمبر ۲۶ میں بہ حوالہ تقویم عہد نبوی مؤلفہ علی محمد خاں صاحب، غزوہ بدر کی عیسوی تاریخ ۹ جون ۶۲۴ عیسوی لکھی ہے۔ اس کا بھی غلط ہونا واضح ہو گیا۔ ڈاکٹر صاحب نے ہر جگہ قمریہ شمسی ہجری تقویم کو خریفی شمسی تقویم لکھا ہے۔ حال آں کہ دونوں تقویمیں اپنی ماہیت کے اعتبار سے یک سر مختلف ہیں۔

غزوہ احد ۱۱ شوال ۳ ہجری کا واقعہ ہے (۷) سال ۳ ہجری قمری کے مقابل عیسوی سال ۶۲۵ ۔ ۶۲۴ عیسوی جیولین ہے۔ ۲۱ ستمبر ۶۲۴ عیسوی کو خالص قمری تقویم کی تاریخ یکم ربیع الثانی ۳ ہجری قمری تھی، پس قمری شمسی تقویم میں تاریخ یکم محرم ۳ ہجری قمریہ شمسی تھی۔ شوال سال کا دسواں مہینہ ہوتا ہے۔ ستمبر ۶۲۴ ء سے آگے تک شمار کرنے سے دسواں مہینہ جون ۶۲۵ عیسوی ہوا ۱۳ جون ۶۲۵ عیسوی بہ روز جمعرات خالص قمری تقویم کی تاریخ یکم محرم ۴ ہجری قمری ہے پس اسی کے مقابل یکم شوال ۳ ہجری قمری شمسی ہے۔ یوں غزوہ احد مولانا عبدالقدوس ہاشمیؒ کی تقویم تاریخی کے حساب سے ۲۳ جون ۶۲۵ عیسوی بہ روز اتوار ہوا۔ لیکن اہل سیر نے دن ہفتہ لکھا ہے۔

قران (اجتماع شمس و قمر) کی تاریخ اور وقت ۱۰ جون ۶۲۵ عیسوی بوقت ۱۹:۴۹ ہے۔ اس سے اگلے دن یعنی ۱۱ جون کو غروب شمس کے وقت تک چاند کی عمر بیس گھنٹے سے زائد ہو چکی تھی، لہٰذا ۱۱ جون کو رویت ہلال کے امکان کی نفی نہیں ہو سکی پس یکم محرم ۴ ہجری قمری / یکم شوال ۳ ہجری قمریہ شمسی ہجری کو عیسوی

تاریخ ۱۲ جون ۶۲۵ عیسوی جیولین بہ روز بدھ تھی۔ یوں غزوہ احد کی تاریخ ۱۱ شوال ۳ ہجری قمریہ شمسی/ ۱۱ محرم ۴ ہجری قمری/ ۲۲ جون ۶۲۵ عیسوی جیولین بہ روز ہفتہ بالکل صحیح برآمد ہوئی۔ اگرچہ اہل سیر نے غزوہ احد کی تاریخ ۱۱ شوال کے علاوہ ۷ شوال بھی لکھی ہے، لیکن تقریباً سب ہی نے اس کا دن ہفتہ لکھا ہے جو حسابی قواعد کے مطابق ۱۱ شوال کو بنتا ہے، پس ۱۱ شوال کا قول ہمارا درست ثابت ہو رہا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے غزوہ احد کی تاریخ ۷ شوال ۳ ہجری بہ مطابق ۱۹ جون ۶۲۵ عیسوی بہ روز بدھ کی لکھی ہے جس کا درست نہ ہونا واضح ہے۔

سال ۱ ہجری قمری کے مقابل عیسوی سال ۶۲۲ ۔ ۶۲۳ عیسوی جیولین ہے۔ ۳ ستمبر ۶۲۲ عیسوی بہ روز سوموار خالص تقویم کی تاریخ یکم ربیع الاول ۱ ہجری قمری تھی پس اس کے مقابل قمریہ شمسی ہجری تقویم کا مہینہ محرم تھا اور تاریخ یکم محرم ۱ ہجری قمریہ شمسی تھی۔ ہجرت مدینہ کا واقعہ ربیع الاول ۱ ہجری کا ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ورودِ قبا کی تاریخ اہل سیر ومغازی نے ۱۲ ربیع الاول ۱ ہجری اور دن سوموار لکھا ہے۔ ربیع الاول سال کا تیسرا مہینہ ہوتا ہے۔ ستمبر ۶۲۲ء سے آگے شمار کرتے ہوئے تیسرا مہینہ نومبر ۶۲۲ عیسوی ہوا۔ ۱۱ نومبر ۶۲۲ء بہ روز سوموار کو خالص قمری تقویم کی تاریخ یکم جمادی الاولیٰ ۱ ہجری قمری ہوئی پس اسی کے مقابل قمریہ شمسی ہجری تقویم کی تاریخ یکم ربیع الاول ۱ ہجری قمریہ شمسی ہوئی۔ دن جمعرات تھا پس ۱۲ ربیع الاول ۱ ہجری قمریہ شمسی کو ٹھیک سوموار کا دن ہی برآمد ہوا، جیسا کہ متقدمین اہل سیر نے لکھا ہے۔ متاخرین نے غلطی سے ہجرت مدینہ کے اس ربیع الاول کو خالص قمری تقویم کا سمجھ لیا۔ چوں کہ خالص قمری تقویم میں سوموار کا دن ۱۲ ربیع الاول کی بہ جائے ۸ الاول بنتا ہے، لہٰذا انہوں نے بہ زعم خویش متعقد مین کی اصلاح کر ڈالی اور وروقبا کی تاریخ ۸ ربیع الاول بیان کر دی۔ ہجرت کے سفر پر روانہ ہونے سے پہلے مکہ مکرمہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو حکم دیا تھا کہ میری چادر اوڑھ کر میرے بستر پر لیٹے رہو۔ ستمبر کا مہینہ مکہ مکرمہ کی گرم آب و ہوا کے مطابق کمرے میں چادر اوڑھ کر لیٹنے کا مہینہ نہیں ہے، البتہ ربیع الاول قمریہ شمسیہ کے مقابل نومبر کا مہینہ تھا، جو اہل سیر کی موسمی صراحت سے پوری طرح ہم آہنگ ہے پس ورورقبا کی تاریخ ۱۲ ربیع الاول ۱ ہجری قمری شمسی/ ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱ ہجری قمری بہ مطابق ۲۲ نومبر ۲۲ عیسوی جیولین بہ روز سوموار کی ہے۔ اور اسی زمینی ترتیب کے مطابق سال ۱ ہجری قمریہ شمسی کے حضرت حمزہؓ، حضرت عبیدہؓ بن الحدث اور حضرت سوڑؓ بن ابی وقاص کی زیر امارت سرایا قمریہ شمسی تقویم کے ہیں۔ سریہ حضرت حمزہؓ کے رمضان ۱ ہجری قمریہ شمسی/ ذی قعدہ ۱ ہجری قمری/ مئی ۶۲۳ عیسوی جیولنی، اور سریہ حضرت سوڑؓ بن ابی وقاص ذی قعدہ ۱ ہجری قمریہ شمسی/ محرم ۲ ہجری قمری/ جولائی ۶۲۳ عیسوی جیولین کے

سرایا ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے دور حاضر کے عام اہل سیر کی پیروی میں ان سرایا کے عیسوی مہینے بالترتیب مارچ، اپریل اور مئی کے لکھے ہیں، جن کا غلط ہونا واضح ہے، کیوں کہ مذکورہ بالا سرایا کی توقیت قمری تقویم کی نہیں، بل کہ قمریہ شمسی کی ہے۔

سال ۲ ہجری میں غزوات کا سلسلہ شروع ہوا تو بہ روایت حضرت زیدؓ بن ارقم غزوہ عشیرہ سب سے پہلا غزوہ ہے (۸) لیکن چوں کہ اس غزوے کی توقیت اہل سیر نے خالص قمری تقویم میں کرتے ہوئے اسے جمادی الاولیٰ ۲ ہجری کا غزوہ قرار دیا ہے جب کہ دیگر غزوات وسرایا کی توقیت قمریہ شمسی تقویم میں ہوئی اور غزوہ ابواء وودّان کا صفر ۲ ہجری قمریہ شمسی تقویم کا ہے، لہٰذا دوتقویمی التباس کی بنا پر اہل سیر نے غزوہ ربوا کو ناحق مقدم اور غزوہ ذرت العشیرہ کو ناحق موخر قرار دے ڈالا۔ اور حضرت زید بن ارقمؓ کی روایت کی ایسی ایسی تاویلات کی گئیں جو قطعاً اطمینان بخش نہیں ہوسکتیں۔ سال ۲ ہجری کے مقابل عیسوی سال ۶۲۳ ـ ۶۲۴ عیسوی جیولین ہے۔ سال ۲ ہجری قمریہ شمسی والا سال تھا جس میں محرم کے بعد نسی والے محرم کا مہینہ بھی ڈالا جاتا تھا۔ ۲ ستمبر ۶۲۳ عیسوی جیولین کو خالص قمری تقویم کی تاریخ یکم ربیع الاول ۲ ہجری قمری تھی اسی کے مقابل شمس شمسی ہجری تاریخ یکم محرم ۲ ہجری قمریہ شمسی ہوئی پس عیسوی، قمری اور قمریہ شمسی مہینوں کی چال یوں ہوگی۔

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| عیسوی مہینے: | ۲ ستمبر ۶۲۲ء | ۱۲ اکتوبر | ۳۱ اکتوبر | ۳۰ نومبر | ۲۸ دسمبر | |
| قمری مہینے: | یکم ربیع الاول ۲ ہجری | یکم ربیع ۲ | یکم جمادی الاولیٰ | یکم جمادی الاخریٰ | یکم رجب | |
| قمری شمسی مہینے: | یکم محرم ۲ ہجری | یکم محرم (نسی) | یکم صفر | یکم ربیع الاول | یکم ربیع الثانی | |

مذکورہ جدول سے معلوم ہوا کہ غزوہ ذات العشیرہ بھی غزوہ ابواء کی طرح صفر ۲ ہجری قمریہ شمسی کا واقعہ ہے، اس کی بھرپور تائید اس سے بھی ہورہی ہے کہ غزوہ سفوان بہ تعاقب کرزین جابر فہری بہ قول ابن سور اور واقدی ربیع الاول ۲ ہجری کا اور بہ قول ابن حبیب بغدادی ۱۲ جمادی الاخریٰ کا واقعہ ہے۔ (۹) ادھر کئی سیرت نگاروں مثلاً ابن کثیرؒ نے لکھا ہے کہ غزوہ ذات العشیرہ کے دس روز بعد غزوہ سفوان (بدر اولیٰ) ہوا تھا۔ بہ الفاظ دیگر غزوہ سفوان کی توقیت ابن سعد اور واقدی نے قمریہ شمسی تقویم میں اور ابن حبیب بغدادی نے قمری تقویم میں کی ہے۔ اس غزوے کا قمریہ شمسی مہینہ ربیع الاول ۲ ہجری قمریہ شمسی ہے جس کے مقابل قمری مہینہ جمادی الاخریٰ ۲ ہجری قمری ہے۔ ابن حبیب نے اس غزوے کی تاریخ ۱۲ جمادی

الاخری ۲ ہجری لکھی ہے تو اس کے مقابل قمریہ شمسی کی تاریخ ۱۲ ربیع الاول ۲ ہجری قمریہ شمسی ہوئی۔ غزوہ ذات العشیر ہ کے دس روز بعد (بہ قول ابن کثیرؒ) غزوہ سفوان (بدر اولیٰ) ہوا تھا، پس غزوہ ذات العشیر ہ کا مہینہ صفر قمریہ شمسی ہجری کا ہو گیا، یعنی یہ غزوہ صفر ۲ ہجری قمری شمسی میں ہوا اور اس مہم کا اختتام اواخر صفر ۲ ہجری قمریہ شمسی/ اوائل ربیع الاول ۲ ہجری قمری شمسی میں ہوا۔ پس زیدؓ بن ارقم کی روایت بالکل درست ہے کہ غزوہ ذات العشیر ہ سب سے پہلا غزوہ ہے، غزوہ ابواء بھی اسی مہم کا حصہ ہے اور یہ دونوں غزوات صفر ۲ ہجری قمریہ شمسی/ جمادی الاولیٰ ۲ ہجری قمری کے ہیں۔ چوں کہ اہل سیر نے غزوہ ابواء کی توقیت قمریہ شمسی میں اور غزوہ ذات العشیر ہ کی قمری تقویم میں کر دی اس لئے دو تقویمی التباس کی بنا پر غزوہ ابواء کو ناحق مقدم اور غزوہ ذات العشیر ہ کو ناحق موخر کر دیا گیا۔ غزوہ ذات العشیر ہ کا عیسوی مہینہ نومبر ۶۲۳ عیسوی جیولین تھی۔ پس عام اہل سیر کی پیروی میں ڈاکٹر نثار صاحب کا غزوہ ابواء کو اولین غزوہ قرار دینا اور غزوہ ذات العشیر ہ کو کئی ماہ موخر کر دینا اور دونوں کے عیسوی مہینے اگست ۶۲۳ء اور مارچ ۶۲۴ عیسوی قرار دینا درست نہیں ہے۔ غزوہ بواط بھی قمریہ شمسی تقویم کی زمنی ترتیب کے مطابق ۱۳ ربیع الثانی ۲ ہجری قمریہ شمسی/ ۱۳ رجب ۲ ہجری قمری/ ۲ جنوری ۶۲۴ عیسوی کا غزوہ ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اس کا عیسوی مہینہ ستمبر ۶۲۳ عیسوی لکھا ہے جس کا غلط ہونا واضح ہے۔ اس کا قمری مہینہ ربیع الاول (قمریہ شمسی) نہیں بل کہ ربیع الثانی قمریہ شمسی ہے۔ اسی طرح غزوہ ذات العشیر ہ کا قمری مہینہ جمادی الاخریٰ نہیں بل کہ جمادی الاولیٰ ۲ ہجری قمری ہے جیسا کہ مذکورہ جدول سے بھی واضح ہے۔

ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ سال ۲ ہجری قمریہ شمسی نسیٔ والا سال تھا۔ قمریہ شمسی تقویم میں نسیٔ والے سال کو معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ سال ہجری کے مقابل عیسوی سال میں ۳۷۶۱ جمع کر کے حاصل جمع کو ۱۹ پر تقسیم کر کے باقی ماندہ لیا جائے۔ اگر تقسیم پوری ہو گئی ہو یا باقی ماندہ عدد ۳، ۶، ۸، ۱۱، ۱۴، ۱۷، ہو تو ایسا سال نسی والا قمریہ شمسی سال ہو گا، کیوں کہ عبرانی تقویم کا آغاز ۷ اکتوبر ۳۷۶۱ قبل مسیح بہ روز سوموار سے ہوا، اور زیادہ آسان طریقہ یہ ہے کہ عیسوی سال کو ۱۹ پر تقسیم کریں جو باقی بچے اس سے مزید ایک کم کر دیں، اگر حاصل تفریق صفر ہو یا مذکورہ بالا اعداد ہوں تو اس عیسوی سال کے مقابل قمریہ شمسی سال نسی والا سال ہو گا مثلاً سال ۲ ہجری کے مقابل عیسوی سال ۶۲۳۔۶۲۴ء ہے۔ سال ۶۲۳ کو ۱۹ پر تقسیم کرنے سے باقی ماندہ ۱۵ ہوا، اس سے مزید ایک کم کرنے سے حاصل تفریق ۱۴ ہوا، پس یہ سال ۲ ہجری قمریہ شمسی تقویم میں نسی والا سال تھا۔ مجلّہ السیر ۃ عالمی میں شائع ہونے والے توقیتی مباحث میں ہم سال ۲ ہجری قمریہ شمسی کے مباحث میں نہایت شرح و بسط سے واضح کر چکے ہیں کہ سریہ عبداللہ بن جحش میں مسلمانوں اور قریش

مکہ میں حرمت والے مہینے کی حرمت کی مبینہ پامالی پر جو بحث چھڑ چکی تھی، اس کی بنا پر اس سریے سے پہلے کے واقعات میں نسی والا مہینہ محرم کے بعد ہی رکھا گیا تھا، لیکن اس سریے کے بعد کے واقعات کی توقیت کے لئے مسلمانوں نے نسی والا مہینہ شوال کے بعد ڈال کر شوال کو مکرر کر دیا، تا کہ مسلمانوں پر کسی بھی حرمت والے مہینے کی حرمت کی پامالی کا الزام عائد نہ ہو۔ مسلمانوں کی دیکھا دیکھی قریش مکہ نے بھی بعد میں نسی والا مہینہ ذی الحجہ کے بعد ڈال دیا، تا کہ ابوسفیان نے جو ذی الحجہ ۲ ہجری میں مدینے پر چھاپہ مار یلغار کی تھی اور جس کے نتیجے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ سویق کے لئے نکلے تھے تو اس سلسلے میں ابوسفیان اور قریش مکہ پر بھی ذی الحجہ کی حرمت کی پامالی کا الزام عائد نہ کیا جا سکے۔

سریہ عبداللہ بن جحش قمریہ شمسی تقویم کے مطابق ۳۰ جمادی الاخریٰ ۲ ہجری قمریہ شمسی بہ حساب کبیسۂ محرم بہ مطابق ۳۰ رمضان ۲ ہجری قمری بہ مطابق ۲۶ مارچ ۶۲۳ء عیسوی جیولین بہ روز سوموار کا واقعہ ہے۔ قریش مکہ کا اس پر ناحق اصرار تھا کہ قمریہ شمسی تاریخ ۳۰ جمادی الاخریٰ نہیں، بل کہ یکم رجب تھی اور یہ کہ مسلمانوں نے رجب کے حرمت والے مہینے کی حرمت کو پامال کیا ہے۔ اس پر مسلمانوں نے کبیسہ یا نسی کا مہینہ محرم کے بعد ڈالنے کی بہ جائے شوال کے بعد ڈالا، تا کہ قریش مکہ جسے یکم رجب قرار دے رہے ہیں وہ یکم شعبان بن جائے، کیوں کہ مسلمان نسی کا مہینہ ڈالنے والے مشرک قبیلے بنو کنانہ کے ناسی کے فیصلے کے پابند نہ تھے۔ نسی کا مہینہ نسی والے سال میں ناسی ڈالا کرتا تھا اور اس کا اعلان حج کے بعد کیا جاتا تھا۔ اسی سلسلہ واقعات میں غزوہ سویق کی تاریخ ۵ ذی الحجہ ۲ ہجری قمریہ شمسی/ ۵ ربیع الاول ۳ ہجری قمری/ ۲۶ اگست ۶۲۴ عیسوی جیولین بہ روز اتوار کی ہے۔

سریہ زیدؓ بن حارثہ/مہم ذی قرد ابن اسحاق کے نزدیک غزوہ بدر کے چھ ماہ بعد ربیع الاول ۳ ہجری کا واقعہ ہے (۱۰) جب کہ واقدی نے اسے یکم جمادی الاخریٰ ۳ ہجری کا سریہ قرار دیا ہے، سال ۳ ہجری کے مقابل عیسوی سال ۶۲۴۔ ۶۲۵ء ہے۔ ۲۱ ستمبر ۶۲۴ء کو خالص قمری تقویم کی تاریخ یکم ربیع الثانی ۳ ہجری قمری تھی، پس اس کے مقابل قمریہ شمسی کی تاریخ یکم محرم ۳ ہجری قمریہ شمسی تھی۔ تقابلی جدول یوں ہوگی۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| عیسوی مہینے: | ۲۱ ستمبر ۶۲۴ء | ۲۰ ستمبر | ۱۸ نومبر |
| قمری مہینے: | یکم ربیع الثانی ۳ ہجری | یکم جمادی ۱ | یکم جمادی ۲ |
| قمریہ شمسی مہینے: | یکم محرم ۳ ہجری | یکم صفر | یکم ربیع الاول |

پس سریہ زیدؓ بن حارثہ یکم ربیع الاول ۳ ہجری قمریہ شمسی/ یکم جمادی الاخریٰ ۳ ہجری قمری/ ۱۸ نومبر ۶۲۴ء جیولین ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے تاریخ ۳ نومبر لکھی ہے جو درست نہیں ہے۔